

اور میں مر گیا



سلیم رؤف

www.ircpk.com

الحمد لله
دنیا بھر میں یکساں مقبول
اشاعت: 25 لاکھ



خود پڑھیں، بچوں کو پڑھائیں
اور دوسروں کو پیار سے ترغیب دیں

دعوتِ اصلاح

پوسٹ بکس نمبر 7 گوجرانوالہ



تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں
ناگوار گھزرتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو
تم ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور
ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور
وہ تمہارے لئے بُری ہو اللہ جانتا ہے تم نہیں۔

(البقرة 2 / آیت 216)



کہہ دیجئے! اگر تم موت سے یا قتل
ہونیکے ڈر سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے
کچھ کام نہ آئے گا اور اس وقت تم
بہت ہی کم فائدہ اٹھا سکو گے۔

اللہ بزرگ و برتر کا احسان عظیم ہے کہ اُس نے مجھے یہ ننھے ننھے کتابچے لکھنے کی توفیق بخشی اور پھر
ان میں اتنا اثر اور برکت دی کہ تقریباً نصف کروڑ افراد ان کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ مختلف زبانوں میں تراجم کئے
گئے۔ ہزاروں خطوط موصول ہوئے، لاکھوں بہن بھائیوں نے فون پر رابطہ کیا، ہزاروں بالمشافہ ملے اور بتایا کہ
کس طرح ان تحریروں نے اُن کی زندگی کا رخ بدلا۔

o لاہور:- "بسمت سے پہلے میں چالیس ہزار روپے کی ڈور اور پتیلیں خرید کر لایا۔ ایک دوست نے "واہ رے
مسلمان" پڑھنے کو دیا۔ پڑھتے ہی دُعا امداد کے پاس گیا اور رقم واپس لے کر اللہ کی راہ میں دے دی۔"

o گوجرانوالہ:- "نماز جمعہ کے بعد ایک صاحب "ننھا مبلغ" تقسیم کر رہے تھے۔ میں بھی لیکر گھر پہنچا، بیٹی سے
کہا پڑھ کر سناؤ، سنتے ہی سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کل بیٹی کے جہیز کے لیے رنگین ٹی ڈی لانا تھا،
اب اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ کو مبارک ہو کہ آج کے بعد ہمارے گھر کبھی ٹی ڈی نہیں چلے گا۔"

o سیالکوٹ:- "کافی عرصہ منع کرتا رہا مگر بچے باز نہ آئے، آج آپ کا کتابچہ پڑھ کر انہوں نے ڈور اور پتیلیں
کو آگ لگا دی۔ میری خواہش ہے کہ سیالکوٹ کا ہر فرد اسے پڑھے۔ آپ مجھے بیس ہزار کتابچے ابھی بھیج دیں۔"

o فیصل آباد:- "سلیم بھائی اتمام کتابچوں کے 500 سیٹ بھیج دیں۔ ایک دوست کی بارات میں پانچ سومر دو خواتین
مدعو ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرج ہال کے گیٹ پر ہر مہمان کو لٹکانے میں بیک کر کے ایک ایک سیٹ تحفہ دوں۔"

o واہ کینٹ:- "میرے بھائی نے آپ کا ایک کتابچہ پڑھا اور الحمد للہ اس دن سے کوئی نماز نہیں چھوڑی۔"

o بہاولپور:- "اتنا لمبا سفر کر کے صرف آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں اور یقیناً آپ کو خوشی ہوگی کہ پچاس سال
تک داڑھی مونڈتا رہا مگر اب الحمد للہ "شیطان سے انٹرویو" کی برکت سے پورے گھر کی کاپیا پلٹ چکی ہے۔"

o سعودی عرب:- "آپ کو دیکھنے سے پہلے ذہن میں ایک بوڑھے سے آدمی کا خاکہ تھا۔ بہر حال آپ کے
صرف ایک کتابچے کی ایک لاکھ نوکاپیاں نجد شہر کے ایک ایک گھر، دوکان اور دفتر میں تقسیم کر چکا ہوں۔"

o انگلینڈ:- "35 سال سے یہاں مقیم ہوں۔ ایک دوست سے "اور میں مر گیا" سنا، سنتے ہی مجھ پر کچھ
طاری ہو گئی، سوچا یہاں تو بے شمار لوگ ہیں جو اردو بول سکتے ہیں، پڑھ نہیں سکتے۔ وہ بھی سنیں تو شاید کسی کی

اصلاح ہو جائے۔ آپ تحریری اجازت نامہ بھیجیں تاکہ میں ان کے آڈیو کیسٹ بنوا کر یہاں تقسیم کروں۔"

آخر میں اُن تمام بہن بھائیوں کیلئے دُعا گوہوں، جنہوں نے ان کتابچوں کی تقسیم میں خصوصی دلچسپی
لی۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو اُن سب کے لئے صدقہ جاریہ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، اللہ تعالیٰ میرے

ماں باپ کی عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

محتاج دُعا و اصلاح

سعید شف

موبائل: 0300-6404457

(مقامِ مہرت ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو نہ صرف پس۔ پشت ڈالتے ہیں بلکہ انہیں اڑاتے ہیں اور آخرت کی زندگی انہیں قلعہ یاد نہیں، اگر اسی حالت میں انہیں موت نے آگھیرا، تو اللہ نہ کرے کہ کسی کا انجام اس شخص جیسا ہو۔)

اور میں مر گیا

میرا بچپن نادانیوں میں گزر گیا۔ جب سے ہوش سنبھالا، اپنے بڑوں کی طرح دنیا کے پیچھے بھاگتا رہا۔ مجھے غرض دولت سے تھی، چاہے حلال طریقے سے آئے یا حرام۔ سودی لین دین، کرکٹ میچوں پر شرطیں، پرانز بانڈ، لاٹری اور رشوت کی کمائی نے دنوں میں مجھے کروڑ پتی بنا دیا، اتنی دولت اکٹھی کی کہ خود مجھے اندازہ نہیں۔ ہر قسم کا نیا فیشن میرے گھر میں آتا۔ ڈیک، ٹی، وی، وی سی آر، ڈیو ساری فلمیں، ڈش، غرض ایسی کوئی نعمت نہ تھی جو میرے گھر میں موجود نہ ہو۔ رات کو فیملی سمیت کم از کم ایک فلم دیکھ کر سونا ہر روز کا معمول تھا۔ جب کوئی مہمان گھر آتا میں بڑے فخر سے چھوٹی بیٹی کو آواز دیتا، بیٹی! ذرا نکل اور آئی کوڈانس تو کر کے دکھاؤ۔ دوسرے بچے بھی ڈراموں اور فلموں کے مختلف کرداروں کی نقلیں اتارنے میں بہت ماہر تھے۔ مختلف قسم کے ڈائلاگ ان کو خوب یاد تھے۔ جھوم جھوم کر گانے سناتے اور اچھی کارکردگی پر انعام پاتے۔

گھر کے مین گیٹ پر نمایاں لکھا تھا "هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي"۔ اکثر میرے ذہن میں آتا کہ شیطان میرے بارے کیا سوچتا ہو گا کہ دولت اکٹھی کرنے کے سارے گھر میں نے سکھائے پھر اسی کمائی سے اتنا عالی شان گھر بنا اور اب اتنے بے وفائے کہ اس پر لکھوا دیا

"هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي"

انتظامیہ سے ٹھیک ٹھاک مراسم کی وجہ سے کوئی مجھے پوچھنے والا نہ تھا۔ میرا شمار شہر کے

چند ایک شرفاء میں ہوتا، اتنی دولت ہونے کے باوجود ساری عمر مجھے حج کی سعادت نصیب نہ ہو سکی لیکن اکثر لوگ مجھے حاجی صاحب کہہ کر پکارتے، میرے ہاں اکثر مجمع سالگاہ رہتا۔ اونچی آواز میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتا تو عام معمول تھا، اور اس شور شرابے سے پورا محلہ تنگ تھا خصوصاً اگر پڑوس میں کوئی بیمار ہوتا۔ مگر کسی کو میرے خلاف بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ محلے کی مسجد میں میرا آنا جانا بس عید کے روز ہی تھا۔

دنیاوی باتیں کرتے میں تھکتا نہیں تھا۔ میری زبان قینچی کی طرح چلتی مگر بد قسمتی سے میری زبان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر کرنے کے معاملے میں بالکل گونگی تھی۔ کبھی کسی داڑھی والے سے سامنا ہوتا تو نہ جانے کیوں طبیعت چمکنے لگتی، خوب بحث مباحثہ ہوتا اور اکثر باتوں میں میرے دلائل کچھ اس قسم کے ہوتے۔

○ نماز :- صوفی صاحب یہ تو فارغ لوگوں کا کام ہے، ابھی تو بڑی عمر پڑی ہے، ابھی ٹانگیں ساتھ دے رہی ہیں۔ جب ٹانگیں کام کرنا چھوڑ جائیں گی تو پھر مسجد اور تہج ہی رہ جائے گی۔

○ روزہ :- روزے تو رکھیں غریب، جن کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں، ہم تو کھاتے پیتے لوگ ہیں۔

○ زکوٰۃ :- یہ تو ٹیکس کی ایک قسم ہے اور وہ ہم حکومت کو دے رہے ہیں۔

○ داڑھی :- حضرت جی! یہ کوئی عمر ہے داڑھی رکھنے کی؟ کیوں شادی کی مارکیٹ میں میرا ریٹ ڈاؤن کر رہے ہو۔ مجھے ابھی چا چا جی یا بابا جی نہیں کہلوانا۔

○ پردہ :- پردہ تو دل کا ہوتا ہے۔ تم لوگوں کی اپنی نیت میں فتور ہوتا ہے۔

○ صدقہ :- اللہ چاہتا تو غریبوں کو خود کھلا دیتا۔ جنہیں اللہ نہیں دیتا انہیں ہم کیوں دیں؟

○ آخرت :- چھوڑو جی! یہ سب مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ خواخواہ ڈراتے رہتے ہیں۔ وہ جہاں کس نے دیکھا ہے۔ ہاں! اگر ایسا کوئی چکر ہوا تو چونکہ مجھے یہاں بہت کچھ ملا ہوا ہے۔ آگے جا کر بھی میرے پاس بہت کچھ ہوگا، پھر میں نے کوئی اکیلے مرنا ہے، جہاں سبھی ہوں گے وہاں میں بھی چلا جاؤں گا۔ چار دن کی زندگی ہے، خوب عیاشی کے ساتھ گزارو۔

کئے جا رہے ہوں، جیسے ایک کانٹے دار ٹہنی کو میرے اندر داخل کر کے یک دم باہر کھینچ لیا گیا ہو۔ اللہ کی قسم! اگر موت کی اس تلخی کا جانوروں کو پتہ چل جاتا تو دنیا والو! کوئی تندرست جانور تمہیں کھانے کو نہ ملتا۔

میں بہت چلایا، بہت واویلا کیا، اللہ کا واسطہ دے کر مغنیں کرتا رہا کہ آج چھوڑ دو، میں بہت نیک ہو جاؤں گا، آئندہ گناہ کے قریب نہیں پھنکوں گا، نہیں چھوڑوں گا آج سے نماز، نہیں سنوں گا آج سے گانے، نہیں دیکھوں گا فلمیں، ہائے میرے اللہ، ہائے ماں! کاش تُو تے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، کیا ہو گیا ہے مجھے، آج تو میرا مال بھی میرے کام نہیں آ رہا، کہاں مر گئے کارندے، کہاں گئے تعلقات، کہاں گیا موبائل پر بار بار میوزک کا بچنا؟

اچانک ملک الموت کی دہشت ناک آواز میرے کانوں میں گونجی، جس نے یہی سہی کسر بھی نکال دی۔ "نکل اے خبیث روح! اپنے خبیث بدن سے، نکل! آج تُو بہت قابلِ مذمت ہے، کھولتے ہوئے پانی، پیپ، زقوم اور طرح طرح کے عذابوں کی تجھے خوشخبری ہو۔" اُف میرے اللہ! کیا ہر بدکار کی روح اسی طرح نکلتی ہے؟ اُس وقت میں اتنی تکلیف محسوس کر رہا تھا کہ جیسے کسی نے باریک سا کپڑا کانٹے دار ٹہنیوں پر ڈال کر زور سے اپنی طرف کھینچا ہو، اس طرح میرا سارا بدن تارتا رہا ہو گیا۔ پہلے پاؤں ٹھنڈے ہوئے پھر پنڈلیاں اور آہستہ آہستہ پورا بدن ٹھنڈا ہو گیا۔

اور میں مر گیا!

ملک الموت نے میری روح کھینچ کر نکالی۔ (جیسے گرم سلاخ گیلی اُون میں رکھ کر کھینچی گئی ہو)۔ اُسی وقت آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اترے، انہوں نے پلک جھپکنے میں میری روح کو پکڑا اور ایک گندے سے ٹاٹ میں لپیٹ دیا جو اُن کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ (ایک وقت تھا کہ میں گھر سے بہترین سوٹ اور اعلیٰ قسم کی خوشبو لگا کر نکلتا اور جس گلی سے گزرتا، پتہ چلتا کہ فلاں صاحب گزر رہے ہیں، مگر آج مجھ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی جیسے کئی جانوروں کی لاشیں کسی جگہ اکٹھی پڑی ہوں)۔ فرشتے میری روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھنا شروع ہو گئے۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے، وہ پوچھتے یہ خبیث روح کس کی ہے؟ وہ کہتے فلاں بن فلاں کی، وہ بہت بُرے طریقے سے میرا نام بتا رہے تھے۔ جس طرف سے گُور

وقت گزرتا گیا، لاپرواہی دن بدن بڑھتی گئی۔ ایک دن اچانک میرے وجود نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ یک لخت ایسی حالت ہو گئی کہ صرف ایک گلاس پانی مانگنے کے لئے مجھے پورے جسم کی قوت صرف کرنا پڑی۔ اگلے ہی لمحے ڈاکٹروں کی پوری ٹیم میرے گرد موجود تھی۔ میرے کانوں میں آواز پڑی کہ دل کا شدید دورہ ہے، بس دُعا کیجئے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر کیا گزری یہ میں ہی جانتا ہوں یا میرا اللہ۔ اُس وقت مجھے پتہ چلا کہ میں کتنی بکواس کیا کرتا تھا کہ موسیقی روح کی غذا ہے اور گانے بجانے سے روح کو سکون ملتا ہے۔ آج تو مجھے اس سکون کی بہت ضرورت تھی، آج میرا دل گانا سننے کو کیوں نہیں چاہ رہا؟

مجھے شہر کے سب سے بڑے ہسپتال کے ایک ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں لا کر لٹا دیا گیا۔ میں بستر مرگ پر پڑا چھت کو گھٹھو رہا تھا۔ حیرانی کی بات ہے کہ اس وقت چھت ایک بہت بڑی سکریں تھی اور اُس پر میری گھٹا گھٹنی زندگی کی پوری فلم چل رہی تھی، چھوٹے بڑے سبھی گناہ بہت صاف نظر آ رہے تھے۔ آہ! کیسی عجیب فلم تھی؟ میں گناہ کرتا تو دروازے بند کر لیتا کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ افسوس! یہ نہ سوچا کہ ایک ذات ایسی بھی ہے جو میری ایک ایک حرکت دیکھ رہی ہے۔ میری بدبختی کہ فرش والوں سے مجھے اتنی شرم آتی رہی اور عرش والے سے مجھے کبھی شرم نہ آئی۔ آہ! کتنا بے شرم تھا میں، اُس وقت مجھے احساس ہوا کہ اے بد بخت انسان! اللہ تعالیٰ کی ہستی کس قدر صابر ہے کہ تیری مسلسل بد اعمالیوں اور سیاہ کاریوں پر اُس ذات نے کتنا صبر کیا اور تُو ایسا ظالم تھا کہ اتنی مہلت دیئے جانے کے باوجود اپنی جان پر ظلم کرتا رہا۔ اپنی اسی بھیانک فلم میں اُلجھا ہوا تھا کہ مجھے محسوس ہوا جیسے میرے گرد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ورد ہو رہا ہے۔ پھر اچانک کلمے کے ورد میں تیزی آ گئی۔ حیرت ہے! جب میں گانے سُنتا تو یہ اختیار میری زبان حرکت کرتی، ساتھ ساتھ میں بھی گنگناتا تھا مگر آج میرے چاروں طرف ایک ہی جملے کا ورد ہو رہا تھا مگر بڑی کوشش کے باوجود میری زبان سے ایک لفظ جاری نہ ہو سکا۔

مجھے محسوس ہوا جیسے مجھے اُبلتی ہوئی ادیگ میں ڈال دیا گیا ہو، جیسے تلوار سے میرے جسم کے ٹکڑے کرنا شروع کر دیئے گئے ہوں، جیسے زندہ بکری کی کھال اُتاری جا رہی ہو، جیسے بلیٹے میں گنتے کے ساتھ مجھے بھی ڈال دیا گیا ہو، جیسے ریل کی پٹری پر میرا سر رکھ کر اوپر سے ٹرین گزاردی گئی ہو، جیسے زندہ چڑیا کو آگ پر بھوستا جا رہا ہو، جیسے میرے جسم کے چنے چنے پر ڈرل مشین سے سوراخ

انہوں نے اپنے ہاتھ پر کپڑے کا لفافہ باندھ کر غسل کی نیت کی اور میری شرم گاہ دھوئی، نجاست صاف کی پھر ہاتھ سے لفافہ اتار کر مجھے نماز کے وضو کی طرح وضو کرایا اور میرے جسم پر پانی ڈالا، اوپر سے شروع کیا اور نیچے کو لے گئے۔ تین بار ایسا کیا اور یہ وہی مولوی صاحب تھے جن کو زندگی میں اکثر میں مذاق کیا کرتا تھا اور کبھی اپنے قریب نہیں پھٹکنے دیا مگر آج وہی میرے کام آرہے تھے۔ میرے گھر والوں نے کفن کے طور پر ریشمی کڑھائی والا لباس مجھے پہنا دیا اور پھر مجھ بد نصیب پر انتہائی قیمتی پرفیوم کا بھرپور چھڑکاؤ کیا گیا۔ ان عقل کے اندھوں کو کیا پتہ کہ ابھی میرے ساتھ کیا جیتی ہے؟ اگر میں بتانے کے قابل ہوتا کہ فرشتوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تو اللہ کی قسم! سب میری میت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے اور اپنی اپنی فکر میں لگ جاتے۔ اسی دوران میرا چھوٹا بیٹا بھاگ کر ایک فوٹو گرافر لے آیا جو بڑی پھرتی سے دھڑا دھڑ میری تصویریں کھینچ رہا تھا، پھر ویڈیو والے آگئے، انہیں دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ مجھے ریشمی لباس کیوں پہنایا گیا۔ لوگ اپنی اپنی فلم بنوانے کے لئے انداز بدل بدل کر میری چار پائی کے گرد گھوم رہے تھے۔

پروگرام کے مطابق جنازے کا وقت ہو گیا۔ آوازیں آنا شروع ہو گئیں "دیر ہو رہی ہے جی۔" جنازہ اٹھانے کی دیر تھی کہ عورتوں کی چیخوں کی آواز سے سارا محلہ ہل کر رہ گیا۔ میرے بیوی بچے چار پائی سے لپٹ گئے، بڑی مشکل سے مجھے باہر نکالا گیا۔ چار آدمیوں نے میری چار پائی کو کندھوں پر اٹھالیا۔ سڑک پر پہنچے تو سارے ڈوکاندار کھڑے ہو کر افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ کچھ لوگ آگے ٹریفک کنٹرول کر رہے تھے۔ لوگوں کے قدموں کی چاپ سے میں نے اندازہ لگایا کہ لاکھوں کا مجمع ہے۔ افسوس! کسی متقی، پرہیزگار، تہجد گزار غریب آدمی کا جنازہ ہوتا تو پچاس آدمی اکٹھے نہ ہوتے۔

جنازہ گاہ میں عجیب منظر تھا، کچھ لوگ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی موجود تھے، جو سیاسی اور کاروباری گیس ہانک رہے تھے۔ آواز آئی "سب آگئے ہیں جی۔" صفیں درست کی گئیں، اتنے میں میرے بڑے بیٹے نے رسم پوری کرنے کے لئے آہستہ سی آواز نکالی، جو شاید پہلی صف والے بھی ٹھیک طرح نہ سن سکے ہوں، "بھائیو! اگر کسی کا قرض میرے باپ کے ذمہ ہو تو وہ بعد میں مجھ سے رابطہ کر سکتا ہے۔" اگر امام صاحب کو میرے قرض کے متعلق علم ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ وہ میری نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیتے۔ امام صاحب نے اللہ اکبر کہا ہی تھا

ہو اُن رحمت فرشتوں کی آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں، لعنت ہو، لعنت ہو، لعنت ہو۔ آسمان دنیا پر پہنچ کر فرشتوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا مگر دروازہ نہ کھولا گیا۔ آواز آئی! اس قسم کے لوگوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی اس قسم کے لوگ جنت میں داخل ہونگے، ان کا جنت میں جانا اتنا ہی محال ہے جتنا سوئی کے تار کے میں اونٹ کا داخل ہونا، پھر میری روح نیچے پھینک دی گئی۔

اُدھر دنیا میں جامع مسجد کے بڑے بڑے پستیکروں سے میرے جنازے کا اعلان ہو رہا تھا۔ وہ مسجد کہ جس کے بارے میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ساری عمر مجھے کم ہی داخلہ نصیب ہوا مگر نہ جانے کیوں آج عجیب قسم کے تعریفی کلمات کے ساتھ میرے جنازے کا بار بار اعلان ہو رہا تھا اور ہر مرتبہ مجھے حاجی صاحب کہہ کر پکارا گیا۔ زندگی میں جب کسی کے مرنے کا اعلان ہوتا تو میں ہنستے ہوئے کہتا لو جی! آج ایک اور صاحب آؤٹ ہو گئے، لیکن یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اسی پسٹیکر پر کبھی میرے جنازے کا بھی اعلان ہو گا۔

میری آنکھیں بند کر دی گئیں اور جبرٹوں پر کپڑا باندھ دیا گیا۔ میری بد قسمتی کہ روتے روتے کچھ نے ماتم کرنا شروع کر دیا اور کچھ نے بال نوچنا شروع کر دیئے (مگر بعد میں عذاب مجھے بھگتنا پڑا)۔ اسی دوران عصر کی اذان ہوئی، گھر میں عورتوں کا ہجوم اور باہر مردوں کا، لیکن افسوس! شاید ہی کسی نے نماز پڑھی ہو۔ میں نے چیخ کر کہا او غافلو! مجھے چھوڑ دو، میں تو اپنے انجام کو پہنچ چکا، تم اپنی فکر کرو، نماز کا وقت جا رہا ہے مگر اتنے شوشہ شرابے میں میری کون سنا؟

میری لاش کے گرد گھر والوں اور رشتے داروں کا ایک ہجوم تھا۔ میرا ایک ہاتھ چھوٹی بیٹی نے اور دوسرا بڑی نے اپنے اپنے گالوں کو لگا رکھا تھا، پاؤں کو بیٹوں نے اپنے بازوؤں سے جکڑا ہوا تھا، میری بیوی بار بار میرے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی، میری ماں میرے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی، آخری مرتبہ میری ماں نے میرے ماتھے کو بچو ما اور پھر ایک دم گہما گہمی سی ہو گئی، کوئی کفن خریدنے کے لئے کہہ رہا تھا تو کوئی قبر کھودنے کے لئے، کوئی لائٹ کا بندوبست کرنے اور کوئی غسل دینے والے کو بلانے کیلئے۔

غسل دینے کے لیے مسجد سے مولوی صاحب کو لایا گیا، انہوں نے مجھے ایک تختے پر لٹا کر آہستہ آہستہ میرے پیٹ کو دبانا شروع کیا تاکہ کوئی گندگی وغیرہ ہو تو نکل جائے۔ پھر

کہ ایک شخص کی زوردار آواز آئی "ٹھہرو جی! کچھ لوگ اور آ گئے ہیں۔" بہر حال امام صاحب نے ہاتھ باندھ لئے۔ افسوس! اتنے بڑے مجمع میں چند ایک ہونگے جنہیں نماز جنازہ آتی ہو، ورنہ اس معاملہ میں بھی میرے بھائی نظر آرہے تھے اور مارے شرم کے دائیں بائیں نظریں گھما رہے تھے، کچھ سامنے لگے بڑے سے بورڈ کو گھور رہے تھے جیسے کچھ پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ چار تکبیر کہہ کر سلام پھیر لیا گیا اور میرے ان بھائیوں کی جان میں جان آئی چونکہ ہر میت کے ساتھ میں بھی ایسے ہی کیا کرتا تھا، آج میرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا۔ میرے جنازے میں بہت سی ایسی ہستیاں موجود تھیں کہ اگر میرے ساتھ ان کی بھی نماز جنازہ پڑھا دی جاتی تو بہتر ہوتا۔

آخری دیدار کے لئے میرے منہ سے چادر ہٹائی گئی۔ بڑی بے ڈھنگی سی قطار میں بھی میرا منہ دیکھ کر آگے بڑھنے لگے، کوئی اپنے کانوں کو ہاتھ لگا تا، کوئی منہ اوپر کر کے ہاتھ جوڑتا، کسی کی آواز آئی یا اللہ معاف کر دے۔ ہر کوئی میرے بیٹوں کو ڈھونڈ رہا تھا تا کہ اپنی حاضری لگوا سکیں پھر مجھے کندھوں پر اٹھا کر سب نے میری قبر کی طرف (جو پہلے سے تیار تھی) چلنا شروع کر دیا، پھولوں کی دوکان سے کچھ نے گلاب کے ہار لئے اور کچھ پتیاں لفافے میں ڈال کر لے آئے۔ مجھے قبر میں اتار کر میرے اوپر مٹی ڈالی جانے لگی۔ میرے بعض "خیر خواہ" ساتھ والی قبروں کی مٹی بھی مجھ پر ڈال رہے تھے، اس طرح مجھے منوں مٹی تلے دبا دیا گیا، سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، ہر طرف خاموشی چھا گئی، میں جوتیوں کی آواز سن رہا تھا، میں سمجھا کہ جتنی سزا ملنی تھی مل چکی، اب قبر میں آرام سے پڑا رہوں گا مگر یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اب ایک مستقل عذاب سے پالا پڑنے والا ہے، ایسا دردناک عذاب کہ اللہ کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے، میری قبر کے باہر گلاب کی خوشبو، اگر بیٹوں کی لپٹیں اور گیلی مٹی کی اپنی ایک مہک تھی، مگر قبر میں میرا جی گھبرا رہا تھا۔

قبر نے عجیب طریقے سے میرے ساتھ شکوہ کیا۔ "اے غافل انسان! تُو دنیا میں مگن تھا، مگر کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس دن میں نے تجھے آواز نہ دی ہو کہ میں وحشت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں خاک کا گھر ہوں، میں کیزوں کا گھر ہوں، جتنے لوگ میری پشت پر چلتے تھے، میرے نزدیک ان سب سے زیادہ قابل نفرت تُو تھا، جبکہ آج میں تجھ پر حاکم بنا دی گئی ہوں

اور تُو میری طرف مجبور کر دیا گیا ہے، تُو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا برا سلوک کرتی ہوں۔" آنا فانا سیاہ رنگ کے دو فرشتے میری قبر میں آدھمکے۔ انہوں نے مجھے اٹھا کر بٹھا (نہ پوچھا اس وقت میری کیا حالت تھی، میں تھر تھر کانپ رہا تھا) انتہائی غضب ناک لہجے میں بولے "مَنْ دُبُّكَ"۔ حیرانی کی بات ہے کہ زندگی میں شاید کبھی میں نے کوئی قرآنی آیت حدیث نبوی ﷺ سنی ہو۔ لیکن مجھے عربی کی صحیح سمجھ آ رہی تھی کہ یہ پوچھ رہے ہیں تیرا رب کون ہے؟ عجیب خبط سوار ہوا مجھ پر کہ میں نے جواب دینے کی بجائے عجیب قسم کی بڑھکیں مارنا شروع کر دیں جیسے شیطان نے کسی کو چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ "هَآ هَآ لَا أَدْرِي" (ہا ہا میں نہیں جانتا پھر مزید سختی سے بولے "مَا دِيْنُكَ" (تیرا دین کیا ہے) دوبارہ میں نے وہی جواب دیا۔ ان غضب ناک ہو کر بولے! مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي يُعِثُّ فِيْكُمْ (کون ہیں یہ جن کو طرف بھیجا گیا)۔ قسمت کھوٹی اس مرتبہ بھی میری زبان سے وہی الفاظ جاری ہوئے۔ آواز آئی! اَنْ كَذَبَ (کہ یہ جھوٹا ہے) فَافْهَرْ شَوْفَ مِنْ النَّارِ (اس کا بستر آگ کا دو)۔ وَالْبِسْوَفَ مِنْ النَّارِ (اے آگ کا لباس پہنا دو)۔ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا اِلَى النَّارِ (کے لئے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو)۔

یہ آواز آنے کی دیر تھی کہ اُسی وقت میری قبر میں لو اور گرمی آنا شروع ہو گئی اور قبر تنگ ہو گئی کہ میری پسلیاں ایک دوسرے میں گھس گئیں۔ پھر کیا سناؤں! "ایک اندھا اور فرشتہ میری قبر پر مسلط کر دیا گیا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا۔ اس نے اس گرز سے مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ میری چیخوں کی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ ارد گرد کی تمام چیزیں سن رہی تھیں۔" بھائیو اور بہنو! اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ مجھے اس وقت کتنی تکلیف ہوئی تو اللہ کی قسم! تم لوگ اپنے مردے دفنانا چھوڑ دو۔

بھائیو اور بہنو! یہاں میں نے بہت کچھ برداشت کیا اور اب بھی کر رہا ہوں مگر بات جو اس سزا سے زیادہ اذیت ناک دکھائی دے رہی ہے وہ یہ کہ اے اللہ! تیا مسرت کے ردِ ذلیل اور مکروہ چہرے لے کر کس طرح تیرے حضور حاضری ڈونگا، اپنے جرائم کا تجھے کیا جوا گا؟ قبر میں تو کوئی دیکھنے والا نہیں کہ یہاں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے مگر میدانِ حشر میں اُمّتیں ہونگی، سارے انبیائے کرام ہونگے اور خصوصاً وہ جہاں، سید الاولیٰ

کی قسم! مجھے یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اتنے لچر اور نقش قسم کے گانوں کی آوازیں اس گھر سے بلند ہوتی ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ اگر گانے بجانے کے بغیر تمہاری گز نہیں ہوتی تو کم از کم آواز ہی آہستہ رکھا کرو اور یہ میرے مرنے کے بعد غنی کار، نئی موٹر سائیکل، کیا سوچتے ہو گئے محلے والے؟ تمہارے سامنے تو کچھ نہیں کہتے مگر سارا محلہ کہتا ہے کہ باپ کے مرنے پر جشن منا رہے ہیں۔ میرے بچو! میں جانتا ہوں کہ تمہارا وقت بہت قیمتی ہے۔ بس آخری بات! اس کے بعد کچھ نہیں کہوں گا۔ بیٹا! اپنی ماں اور بہنوں سے کہنا کہ اللہ سے ڈریں، چند دن بھی ان سے صبر نہ ہو سکا۔ خوب بناؤ سنگھار کر کے اتنے چمکیلے، بھڑکیلے لباس اور کھلے ہوئے بالوں کے ساتھ بے پردہ باہر آنا جانا چھوڑ دیں۔ کیوں کرتے ہو یہ سب کچھ؟ کیوں اذیت دیتے ہو مجھے؟ یقین مانو! یہ سب کچھ کرتے تم ہو مگر بھگتنا مجھے پڑتا ہے، میری سزا میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیوں کرتے ہو اس طرح؟ آخر میں تمہارا باپ ہوں، جو سلوک تم میرے ساتھ کر رہے ہو اس طرح تو کوئی شریف ہمسایہ بھی نہیں کرتا، تم تو میری اولاد ہو، باپ کچھ کر نہیں تو کم از کم ایک ہمسائے جتنی حیثیت تو دے دو۔ زندگی میں تم ابا جان، ابا جان، کہتے تھکتے نہیں تھے، تمہیں ہی پالنے کے لئے حرام کما تار ہا، آج کیا ہو گیا ہے مجھے؟ یہی ناں کہ یہاں میرے پاس دولت نہیں ہے۔ تمہارا استیاناں! ڈرائنگ روم میں میری اتنی بڑی تصویر ہار ڈال کر سجا رکھی ہے، کس کو دکھانے کے لئے؟ جاؤ! میں تمہیں جائیداد سے عاق کرتا ہوں۔ اللہ! تم جیسی اولاد کی کوئدے۔

خیر! اس میں میرا اپنا قصور بھی ہے۔ میں نے اولاد کے لئے سب کچھ کیا مگر ان کی تربیت کے لئے کچھ نہ کیا۔ میں کہتا تھا کہ بچے بڑے ہو کر کیا کہیں گے کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کوئی جائیداد بھی نہیں بنائی۔ افسوس! اگر ان کی تربیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرتا تو آج یہی اولاد میرے لئے صدقہ جاریہ ہوتی۔ اُس وقت اگر کوئی کہتا کہ اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم بھی دلواؤ تو میں کہتا، میں نے انہیں افسر بنانا ہے "منلاں" نہیں بنانا۔ افسوس! اچھے افسر تو بن گئے مگر اچھے مسلمان نہ بن سکے، یا کم از کم ایک بیٹی کی اچھی تربیت کر دیتا تو شاید میرے لئے جنت میں داخلے کا ذریعہ بن جاتی مگر اب پچھتانے سے کیا فائدہ، یہ تو ظاہر ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ مجھ جیسے ماں باپ کے نافرمان کا یہی حال ہونا چاہئے تھا۔

جناب محمد ﷺ بھی موجود ہونگے، کیا سوچیں گے میرے بارے میں؟
کاش! کوئی بہن یا بھائی میرا یہ پیغام میری اولاد کو بھی پہنچا دے کہ آؤ اپنے بد نصیب باپ کی انگاروں سے بھری ہوئی قبر دیکھو۔ میرے بچو! میری قبر میں بہت سے سانپوں نے مجھے گھیر رکھا ہے جو سارا دن میرے بدن کو نوچتے رہتے ہیں۔ میرے بیٹو! میری قبر پر ایک بار آ کر تو دیکھو، اگر تمہیں یہاں آنے کی فرصت نہیں تو میرے چھوڑے ہوئے مال میں سے کچھ صدقہ کر دو، یہ بھی نہیں تو اس مسکین کی ایک التجا ہے کہ میرے ذمہ عبدالرحمن کی رقم ہے جس کا تمہیں علم ہے، کم از کم اس کا کچھ کر دو۔ برخوردار! ابھی تک تم نے اس سے رابطہ نہیں کیا۔ تمہیں یاد ہو گا کہ تم نے جنازہ گاہ میں اعلان بھی کیا تھا۔ عبدالرحمن نے اُس وقت مناسب نہ سمجھا کہ رقم کے بارے میں تم سے بات کرے۔ اس کی شرافت دیکھو کہ رقم کے مطالبے کے لئے آج تک تمہارے دروازے پر نہیں آیا۔ اللہ کے واسطے! کم از کم وہی حساب چکا دو، میں یہاں بہت بے بس ہوں۔ چیک بک سیف میں پڑی رہ گئی اور آتی دفعہ تم نے میری راڈ کی گھڑی، سونے کی انگوٹھی، لاکٹ، بیڑا، سب کچھ نکال لیا حتیٰ کہ میرے کپڑے تک اتار لئے، اب یہاں کیا ہے میرے پاس؟ کل جب وہ مجھ سے مانگے گا تو کہاں سے دوں گا؟ نیکیاں تو پہلے ہی میرے پاس نہیں کہ اسے دے کر راضی کر لوں۔ اب لگتا ہے اس کے گناہ مجھ پر لاد دیئے جائیں گے۔

بیٹا! کتنے دکھ کی بات ہے کہ قرضہ ادا کرنے کی تمہیں توفیق نہ ہوئی مگر میرے چالیسویں پر تم نے کئی لاکھ خرچ کر ڈالے۔ کیا ضرورت تھی اتنے ایم۔ پی۔ اے، ایم۔ این۔ اے اور علماء کرام کو اکٹھا کرنے کی؟ کیا ضرورت تھی اخبارات میں تصویر اور خبر لگوانے کی؟ کیا ضرورت تھی دعوتی کارڈ چھپوانے کی؟ روسٹ مرغ، پائے، بریانی، میٹھے چاول، فرنی، پھلوں کی ڈشیں اور سوٹ وغیرہ لائسنس میں سجا کر ویڈیو بنواتے ہوئے تمہیں ذرا شرم نہ آئی اور پھر ڈوب مرنے کا مقام تھا جب دو بھانڈ شامیانے، دیکھیں اور اتنا بڑا مجمع دیکھ کر اپنی مخصوص آواز نکالتے ہوئے پنڈال میں آ گئے۔ وہ تو ایک صاحب نے عظمندی کی کہ جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں بتایا کہ یہ شادی کی تقریب نہیں بلکہ حاجی صاحب کا چالیسواں ہے۔ مگر وہ بھی آخر بھانڈ تھے جاتی دفعہ کہنے لگے "ما شاء اللہ حاجی صاحب کے چالیسویں کا یہ حال ہے تو شاہی پر کیا طوفان برپا ہوا ہو گا۔"

میرے بچو! جب تم گھر میں (جسے میں اپنا سمجھتا تھا) زور زور سے قہقہے لگاتے ہو تو اللہ

شہید کے فضائل

وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْ

شہید کیلئے اللہ کے ہاں چھ انعام ہیں

شہید ہوتے ہی اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت میں اسے اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ عذاب قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

(قیامت کے دن) اسے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائیگا

اس کے سر پر عزت کا ایسا تاج رکھا جائیگا جس میں لگا ہوا ایک یا قوت دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگا۔

(جنت میں) موٹی آنکھوں والی (۷۲) "حوریں" اسے اس کا نکاح کیا جائے گی۔

اور وہ اپنے شہداء (۷۰) عزیز واقارب کی سفارش کر سکے گا (سنائی للابوابی ۱/۲۵۸)



جو شخص اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے درجہ عطا فرمائے گا۔ خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے۔

(مشکوٰۃ کمالیۃ الامتاع برکات ۷۰)

12

بھائیو اور بہنو! بس آخری بات! میرے زخمی اور لرزتے ہوئے ہاتھ دیکھو، اب اللہ کا سطر دے کر کہتا ہوں کہ میرے اس انجام سے عمرت پکڑو۔ "بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی میں بچھ کر لو، بیماری آنے سے پہلے تندرستی میں کچھ کر لو، تنگی آنے سے پہلے خوشحالی میں کچھ کر لو، ضرورت آنے سے پہلے فرصت میں کچھ کر لو اور موت آنے سے پہلے زندگی میں کچھ کر لو" ورنہ میری طرح پچھتاؤ گے، بہت پچھتاؤ گے۔

مجھے اب اُمید کی ایک ہی کرن نظر آتی ہے کہ میری باتیں سن کر کسی بہن یا بھائی نے اللہ کے خوف سے صرف ایک آنسو بہا دیا اور سچی توبہ کر لی تو نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ایسے ایک فرد کی بدولت اللہ میری قبر ٹھنڈی کر دے گا، میرا عذاب ٹل جائے گا، میری قبر تاحہ نگاہ کشادہ کر دی جائے گی، مجھے جنتی خوشبوئیں آئیں گی، میری قبر میں جنتی بستر بچھ جائے گا، مجھے جنتی لباس پہنا دیا جائے گا اور کہا جائے گا سو جا! جس طرح ذلہن سو جاتی ہے۔

بھائیو اور بہنو! اب ترس کھاؤ اس بد نصیب بھائی پر، اللہ کے واسطے! سستی نہ کرنا، ابھی سے یہاں آنے کی تیاری شروع کر دو۔ میری طرف دیکھو! مجھے مرے ہوئے کئی سال گزر گئے مگر جان نکلتے وقت جو تکلیف ہوئی، آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اب تو دل سے ایک ہی عالم نکلتی ہے کہ پروردگار! مجھ جیسے انجام سے ہر مسلمان مرد اور عورت کو محفوظ فرما، اُن کی قبر اور حشر کی منزلیں آسان فرما۔ (آمین)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس دینی اور اصلاحی لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کیلئے صاحب استطاعت 275 روپے فی سینکڑہ (علاوہ ڈاک خرچ) کے حساب سے مئی آڈر یا ڈرافٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں

ضفہ اسلامک سنٹر، منیر چوک گوجرانوالہ Ph: 733186

Fax: 733187 E-Mail: suffah@hotmail.com

تمام کتابچے ایک جلد میں اور ان کے آڈیو کیسٹ دستیاب ہیں